ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3
2024

اسلام میں اخلاقی تعلیمات کا جائزہ

Anees Ur Rehman Muhammad Qaim[1]
sahib.e.alward787@gmail.com
Asghar Ali Shah Bukhari[2]
Sabukhari78@gmail.com
Muhammad Arshad[3]
arainarshad222@gmail.com

ABSTRACT

Among the virtues of Islam and its highest virtues, social, economic and social manners have the first priority. Compared to other religions, the religion of Islam has secured the rights of all the big and small while organizing the individual and collective good so that every human being can Sanctity, sanctity and personality and respect remained. If a person does not learn good manners it means that he has denied the order of Allah, Good manners, truth, honesty, purity and positive code of conduct, all these qualities elevate the morals and character of a person, but at the same time, human beings also have low tendencies, which are called bad morals. The birth of things like hatred, anger, arrogance, Such type of people are called an animals in the light of Quranic verses. It is necessary to correct them, otherwise a person will not be able to get pleasure of Allah Almighty. On the contrary, if a person makes tolerance, humility and the motto, then there will be self-civility. Man will become the beloved of Allah.The people of Allah will also love him. Similarly, along with individual improvement, a better society will come into existence that will live according to the principles of Sharia.

ہماری تہذیب میں لاتعداد مذاہب اور اخلاقی نظام موجود ہیں لیکن دین اسلام میں جو اہمیت حسن اخلاق کو حاصل ہے وہ دنیا میں کسی مذہب میں نہیں ہے۔اللہ نے اپنی تمام مخلوقات میں سے جن کو پسند فرمایا ان کو ہدایت بخشی، ہدایت کا تعلق نفع بخش علم سے ہے یہی علم ہے جس کی بدولت انسان اشرف المخلوقات کے درجے پر فائز ہوا۔اللہ نے انسان کو تخلیق کرنے کے بعد اسے دنیا میں زندگی گزارنے کا لائحہ عمل اپنی شریعت کو نافذ کر کے دیا۔جسمانی تخلیق کے بعد تخلیق کا دوسرا مرحلہ ہے روح کا لباس خلق کی تعمیر،اسی روح کے لباس کے ساتھ ہمیں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اللہ تعالی نے انسان کو کتاب و حکمت کے ذریعے دین کی سمجھ عطا فرمائی۔ علم کے ذریعے مومن کے اخلاق و کردار کو آراستہ کیا حلال وحرام، حق و باطل، بھلائی اور برائی مفید اور غیر مفید کی تمیز کرنا سکھایا۔یہی اخلاق و کردار کی بلندی انسان کو کامیاب بناتی ہے اور پستی ذلیل ورسوا کر دیتی ہے۔اخلاق کا لفظ خلق سے ہے یعنی خوبیاں، تہذیب نفس اور تدبیر و منزل وغیرہ۔یہی اخلاقی خوبیاں انفرادی اور اجتماعی طور پر معاشرے کو خوبصورت پر سکون اور اسلامی معاشرہ بناتی ہیں۔

اسلام کے محاسن میں سماجی، معاشی اور معاشرتی احکام وآداب کو اولین ترجیح حاصل ہے جبکہ باقی مذاہب کی نسبت دین اسلام نے انفرادی اور اجتماعی بھلائی کا اہتمام کرتے ہوئے تمام چھوٹے بڑے کے حقوق محفوظ کر دیے تاکہ ہر انسان کا تقدس، حرمت اور شخصیت واحترام باقی رہے۔اگر انسان مکارم اخلاق نہیں سیکھتا تو وہ اللہ کے حکم کو جھٹلاتے ہوئے اللہ کی نافرمانی کرنے والا درجہ کفر تک پہنچ جاتا ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔

"قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا"[4]

P.hD Scholar ,Green International University, Lahore [1]

P.hD Scholar ,Green International University, Lahore [2]

P.hD Scholar ,Green International University, Lahore [3]

جس نے اپنے نفس کو پاک رکھا وہ مراد کو پہنچا

اخلاق حسنہ سچائی، دیانت داری، پاکیزگی اور اچھا چال چلن یہ جملہ اوصاف انسان کے اخلاق و کردار کو بلند کر دیتی ہیں لیکن اس کے برعکس انسانی کردار میں پستی کے رجحانات دین کی دوری کے سبب پائے جاتے ہیں جنہیں اخلاق رذیلہ کہا جاتا ہے اور یہ حیوانی جذبات ہیں۔ کینہ، غصہ، تکبر، ناانصافی، جھوٹ جیسی چیزوں کا جنم لینا یہ تمام اخلاقی بلندی کی راہ میں رکاوٹ ہیں ان کی اصلاح کرنا ضروری ہے ورنہ انسان جہنم میں داخل ہو جائے گا۔ اس کے برعکس اگر انسان تحمل ، برداشت، عاجزی اور انکساری کو اپنا شعار بنائے تو نفس کی تہذیب ہو گی۔ انسان اشرف المخلوقات بن جائے گا، اور خلق خدا اس سے محبت کرے گی اسی طرح انفرادی بہتری کے ساتھ ساتھ ایک بہترین معاشرہ وجود میں آئے گا جو شریعت کے اصولوں کے مطابق زندگی گزارے گا نبی ﷺ نے مسلمانوں کو حسن اخلاق کو اپنانے کی ترغیب دی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز میرے سب سے نزدیک وہ ہو گا جس کا اخلاق اچھا ہے حسن اخلاق انسان میں بلندی اور رفعت کے مقامات کا مظہر ہوتا ہے۔

اخلاق کا معنی

اخلاق جمع ہے خلق کی۔ انگریزی میں اخلاق کو Ethics کہتے ہیں۔ یہ لفظ Ettore سے مشتق ہے جسکے معانی ایسے قواعد و رسوم ہیں جو ایک جماعت کو دوسرے سے منفرد کرتے ہیں۔[5]

اخلاق کے لغوی معنی:

اخلاق کا مادہ (خ-ل-ق) ہے اگر خلق کو زبر سے پڑھیں تو اس کے معنی میں ظاہری شکل و صورت آتی ہے اور اگر خ پر پیش پڑھیں تو باطنی اور داخلی، نفسانی شکل و صورت آتی ہے۔[6]

فرہنگ آصفیہ کے مطابق اخلاق:

اخلاق سے مراد " خصلتیں، عادتیں، خوش خوئی، ملنساری ، خاطر مدارت، خندہ پیشانی سے ملنا آؤ بھگت اور وہ علم ہے جس میں سیاست و تمدن اور معاد و معاش وغیرہ پر بحث ہو۔[7]

امام راغب اصفہانی کے مطابق اخلاق

اخلاق لفظ "خلق" کی جمع ہے۔ خلق کو عام طور پر عادات و خصلت کے علاوہ خوبی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے[8]

قرآن میں ارشاد ہے:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ‘‘[9]

ترجمہ: "بے شک آپ ﷺ اخلاق کے بلند ترین مرتبہ پر ہیں"۔

المنجد میں تحریر ہے:

الخلق والخلق السحية،الطبيع،الاخلاق۔[10]

---

[4] الشمس 9:91

[5] عبدالقادر آفاقی واسلامی اخلاق و تصوف خدابخش اورینٹیل لائبریری 2017ء ، ص3

[6] عبداللہ بن سید احمد خان میں کامی، کتاب الاخلاق (مکہ: دائرہ المعارف 26588، ص31

[7] فرہنگ آصفیہ، لاہور، مرکزی اُردو بورڈ 1977ء ج1، ص27

[8] راغب اصفہانی، مفردات القرآن، لاہور، المکتبہ قاسمیہ 1963ء، ص540

[9] القلم: 4

[10] لوئیس معلوف المنجد، المکتبہ الشرقیہ، لبنان، 1994ء، ص78

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3
2024

خلق کے معنی مزاج، طبیعت، مروت، عادت اور اخلاق کے ہیں۔

فرہنگ عمید میں اخلاق کے معنی

اخلاق "طبعی خصلت، مروت، طبیعت اور عادت" کو کہتے ہیں۔اسی لئے علم الاخلاق کو عربی میں حکمۃ الخلقیہ بھی کہتے ہیں۔[11]

اصطلاحی معنوں میں اخلاقیات کو تین مختلف اصطلاحات میں استعمال کیا جاتا ہے، ایک ضابطہ یا زندگی ایک راہ اشارہ عمومی طرز عمل یا اخلاقی قواعد وضوابط، زندگی گزارنے کا طریقہ اور ضابطہ اخلاق کے بارے میں تحقیق۔

اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں اخلاق:

معاشرتی معاملات طے کرنے کا اصول ہے کہ وہ بات جو ہر اچھے اور برے کی تمیز کرے۔ جو فضائل ورزائل کا علم بخشے اور ایسا ضابطہ جسکی پابندی کے بغیر اجتماعی زندہ کا امور محال ہے کہ کس طرح کسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر آگے چلنا چاہئے۔[12]

اخلاق کے اصطلاحی معنی

خلق ایسی عادت ہے جس کے سبب افعال صدور بلا تکلف اور بغیر غور وفکر کے ہو۔اب اگر ایسے افعال سرزد ہوں جو عقلاً وشرعاً پسندیدہ ہوں تو اس ہیئت کو خوش خُلقی کہتے ہیں اور اگر ناپسندیدہ ہوں تو اس کا نام بد خُلقی ہے۔[13]

عبدالحکیم صدیقی کے مطابق فلسفہ اخلاق:

اخلاق ضبط نفس کا دوسرا نام ہے، حکمائے اخلاقیات نے اسکی تعریف یہ کی ہے کہ :اخلاق در حقیقت ان پابندیوں کا نام ہے جو انسان اپنے اوپر عائد کرتا ہے۔[14]

اخلاق کی اقسام

جرجانی کے مطابق اخلاق ایسی کیفیت کا نام ہے۔ جس سے اچھے یا برے کام کیلئے سوچ وبچار کے تکلف کی ضرورت نہیں ہوتی۔اعلیٰ اوصاف صادر ہوں تو اس کو اخلاق حسنہ اور برے اعمال صادر ہوں تو اخلاق ذالہ کہلاتے ہیں۔[15]

حافظ ابن قیم کے مطابق:

حافظ ابن قیم نے اخلاق کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

(1)اخلاق فاضلہ /اخلاق حسنہ (2)اخلاق مذمومہ /اخلاق سیئہ

(1) اخلاق حسنہ:

اخلاق حسنہ اچھے اخلاق کو کہتے ہیں جو بغیر کسی مشقت کے صادر ہوں جیسے سخاوت، عدل، صبر، حلم، حوصلہ، شجاعت، احسان وغیرہ ہے۔[16]

حسن اخلاق کی تعریف:

ابو وہب فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک حسن اخلاق کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ :

---

[11] فرہنگ عمید، کتاب خانہ ابن سینا، طہران: 1337ء

[12] قاسم محمود سید، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، کراچی: شاہکار فاؤنڈیشن 1948ء، ص162

[13] عبدالباقر آفاقی، اسلامی اخلاق و تصوف، خدابخش اور پٹیل لائبریری 2017ء، ص3

[14] عبدالحکیم صدیقی، ایمان اور اخلاق (لاہور: البدر پبلی کیشنز) ص124

[15] الجرجانی، الشریف، محمد بن سید، التعریفات، (قاہرہ: شارع الجدید، س-ن)، ص154

[16] نگہت ہاشمی، جنت کاراستہ (اسلامی طرز زندگی، لاہور: النور انٹرنیشنل 2015ء) ص359

حسن اخلاق کشادہ روئی(اختیار کرنے)،خوب بھلائی کرنے اور تکلیف دینے سے بچنے کا نام ہے۔[17]

اخلاقی خوبیوں کی جامع آیت

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ[18]

بیشک اللہ عدل اور احسان اور رشتے داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے اور بے حیائی اور ہر بری بات اور ظلم سے منع فرماتا ہے۔وہ تمھیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں چند اوصاف حمیدہ کا حکم دیا گیا ہے جس پر پوری انسانیت معاشرے کی درستگی منحصر ہے۔

1۔عدل

عدل کا تصور مندرجہ ذیل حقیقتوں سے ہے۔

- لوگوں کے درمیان حقوق میں توازن اور تناسب قائم ہو۔
- ہر ایک کو اسکا حق پورا پورا دیا جائے۔

2۔احسان

احسان سے مراد ہے نیک برتاؤ،ہمدردانہ رویہ، درگزر، فیاضانہ معاملہ، رواداری،خوش خلقی اور باہمی مراعات۔

جہاں عدل معاشرے کی ناگواری اور تلخی سے بچاتا ہے وہاں احسان اس میں شیرینی پیدا کرتا ہے۔

3۔صلہ رحمی

صلہ رحمی محض یہ ہی نہیں کہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے بلکہ صلہ رحمی یہ ہے کہ ہر صاحب استطاعت شخص اپنے مال و دولت میں ضرورت مند رشتہ داروں کا حصہ بھی سمجھے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

مومن اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے مسلسل روزہ دار اور تہجد گزار کا درجہ پاتا ہے۔[19]

علماء کے نزدیک حسن اخلاق:

امام ابن قیم فرماتے ہیں:

حسن اخلاق کے چار ارکان ہیں جن کے بغیر اس کا تصور بھی ممکن نہیں۔صبر، پاک دامنی، بہادری اور عدل۔[20]

امام محمد بن سیرین تابعی رحمۃاللہ نے فرمایا:

بے شک اچھا اخلاق دین پر ایک مدد ہے۔[21]

قال امام ابن قدامہ:

---

[17] بنت الاسلام،اسوہ حسنہ، بزم بتول،لاہور،س 1943ء،ج2،ص 10

[18] النحل: 90

[19] داؤد، سلیمان بن کاشف، سنن ابی داؤد کتاب السنن

[20] ابن قیم،حافظ،شمس الدین(م 751ھ)مدارج السالکین،مکتبہ المعروفین کوئٹہ،س-ن،ج2،ص 228

[21] ابن ابی الدنیا،عبداللہ بن محمد(م 281ھ)،التواضع(س-ن)،ص 192

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3
2024

"قد تکتسب الاخلاق الحسنۃ بمصاحب اهل الخیر، فان اطبع لص یسرق الخیر والشر"[22]

ترجمہ: نیک لوگوں کی محبت سے اچھا اخلاق ہوتا ہے کیونکہ انسان کی طبیعت دوسروں سے خیر وشر دونوں چوری کرتی ہے۔

اخلاق حسن:

اخلاق حسنہ انسانی نفس کا کمال ہیں۔ان ہی صفات سے مسلمان حُسن اور خوبصورتی حاصل کرتا ہے۔ان میں سے بنیادی صفات یہ ہیں:

توکل:

توکل کے معنی ہیں اللہ کی راہنمائی پر انسان کو اعتمادِ کامل ہو۔انسان سمجھے کہ حقیقی علم،اصولِ اخلاق،حدودِ بعام اور زندگی کیلئے قواعد وضوابط جو اللہ نے دیے ہیں وہی برحق ہیں۔ آدمی کا بھروسہ اپنی طاقت، قابلیت،ذرائع ووسائل،تدبیر اور دوسروں کی مدد واعانت پر نہ ہو بلکہ وہ یقین کامل رکھے کہ دنیا اور آخرت کے ہر معاملے میں اسکی کامیابی اللہ کی توفیق و تائید پر منحصر ہے۔انسان اس صورت میں اللہ کی توفیق وتائید کا مستحق ہو سکتا ہے جب اس کی مقرر کردہ حدود کی پابندی کرے۔توکل کے بغیر ایمان نامکمل ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"قال رجل: یارسول اللّٰہ! أعقلها وأتوكل؟ أو أطلقها وأتوكل؟ قال: اعقلها وتوکل"[23]

"ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا اونٹنی کو بغیر باندھے توکل کروں یا باندھ کر؟آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: باندھو اور اللہ پر توکل کرو۔"

جتنے اسباب مہیا ہوں انہیں اسی یقین کے ساتھ قبول کرنا ہے کہ سب صرف اللہ تعالی کی طرف سے ہے

صبر

ارشاد ربانی ہے:

وَجَزَىٰهُم بِمَا صَبَرُواْ جَنَّةً وَحَرِيرًا۔[24]

ترجمہ: اور ان لوگوں کو صبر کے بدلے میں جنت اور ریشمی لباس عطا کرے گا۔

صبر کے لغوی معنی:

لغت میں صبر کا مفہوم روکنا،سہارنا،کسی بات پر قائم رہنا،تکلیفوں کی شکایت نہ کرنا۔

صبر کے لغوی معنی روکنے اور برداشت کے ہیں۔اصطلاحی طور پر ارادے کی مضبوطی،ارادہ کی پختگی اور نفسانی ترغیبات کے ساتھ ساتھ ظاہری مشکلات کے مدمقابل اپنے قلب کو دین الٰہی کے راستے پر بڑھنا کے ہیں۔[25]

صبر کیسے کرنا چاہیے:

وَ اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ۔[26]

ترجمہ: اور صبر اور نماز کے ذریعے مدد مانگو۔

اللہ تعالی نے اپنے کلام پاک میں صبر اور نماز سے مدد لینے کا حکم دیا۔

[22] ابن قدامہ المقدسی، مختصر منہاج القاصدین،ادارہ معارف اصلاحی لاہور، س۔ن،ص 153

[23] سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ،ج:۴،ص:۶۷۰،طبع:دار احیاء التراث العربی،بیروت

[24] الدھر:76

[25] ایضاً

[26] البقرہ:45،46

صبر کی اقسام:

صبر کی درج ذیل تین اقسام ہیں۔

1. اطاعت الٰہی پر صبر
2. معصیت اپنی پر صبر
3. امتحان الٰہی پر صبر

قرآن میں صبر کا ذکر:

قرآن پاک میں متعدد مقامات پر صبر کے بارے آیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

واستعینوا بالصبر والصلوۃ[27]

ترجمہ: صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔

اصبروا وصابروا۔[28]

ترجمہ: صبر رکھو اور آپس میں صبر کی تعلیم دو۔

انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب۔[29]

ترجمہ: صبر کرنے والوں کو ان کے صبر کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔

انبیاء کی آزمائش اور صبر:

راہ دین اور تبلیغ دین وہ راستہ ہے۔ جس میں قدم قدم پر آزمائش ہے۔ اس میں فرمانبردار اور نافرمان میں فرق ہو جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جانا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری میں مبتلا میں کیا جانا۔

حضرت موسیٰؑ کا مصر سے مدین ہجرت کرنا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹے سے جدائی اور بینائی کا چلے جانا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالنا، حضرت محمد ﷺ کو قریش مکہ کی طرف سے ستایا جانا۔ یہ تمام صبر اور آزمائش کی مثالیں ہیں۔ جب کوئی تکلیف یا اذیت میں مبتلا ہو تو صبر کرے انبیاء علیہ السلام کی زندگیاں ہمارے لیے نمونہ ہیں۔

شکر

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْ تُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا۔[30]

ترجمہ: آخر اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں خواہ مخواہ سزا دے گا اگر تم شکر گزار بندے بنے رہو اور ایمان کی روشنی پر چلو۔ اللہ بڑا قدردان ہے اور سب کے حال سے واقف ہے۔

شریعت اسلامی میں شکر:

شریعت اسلامی میں شکر کا معنی و مفہوم یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی نعمتوں کا پورا احساس و ادراک کرے زبان منعم حقیقی احساسات کا اقرار کرے اور اللہ کی نعمتوں سے اسکی مقرر کی

---

[27] البقرہ:45

[28] آل عمران:200

[29] آل عمران:146

[30] النساء:147

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3
2024

گئی حدود میں رہ کر استفادہ حاصل کرے۔ مثلاً اگر ایک ذی علم اپنے علم سے اللہ کے بندوں کو فائدہ پہنچاتا ہے تو یہ علم کی نعمت کا شکر ہے۔ اور اگر کوئی طاقت ور کمزور کی دستگیری کرتا ہے تو یہ قوت کی نعمت کا شکر ہے۔ اور اگر دولت مند اپنی دولت کا کچھ حصہ رہ خدا میں خرچ کرتا ہے تو یہ نعمت دولت کا شکر ہے۔[31]

شکر کی اقسام

شکر کی دو قسمیں ہیں۔

1۔اللہ کا شکر 2۔ بندوں کا شکر

اظہار تشکر کے تین طریقے ہیں۔

1۔ قلبی 2۔ قولی 3۔ عملی

صدق

صدیق(صدق) کا مطلب:

صدیق(صدق) کا مبالغہ ہے۔ صادق سچا کے معنی میں آتا ہے اور صدیق سچا دوست کو کہتے ہیں۔[32]

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰۤىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَاۤءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔[33]

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لائے وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔

صدیق سے مراد ایسا شخص جو بہت زیادہ راست باز ہو۔ جس کے اندر صداقت کمال درجے تک ہو اور اسکے جملہ معاملات ہمیشہ سیدھے ہوں۔ جب ساتھ دے تو صدقِ دل سے دے اور حق کے خلاف جو ہوا سکے مدِ مقابل ڈٹ جائے اور ذرہ بھر بھی کمزوری نہ دکھائے۔[34]

عدل وانصاف

عدل وانصاف سے مراد یہ ہے کہ ہر شخص کو اس کا حق ٹھیک ٹھیک ملنا اور زیادتی نہ ہونا۔ عدل کے مقابلے میں عربی زبان میں لفظ ظلم ہے۔[35]

عدل وانصاف کی ضرورت واہمیت

کسی بھی معاشرے کی بقاء اور ترقی کیلئے عدل وانصاف ضروری ہے۔ جب تک عدل وانصاف قائم نہ ہوگا۔ اس وقت تک وہ معاشرہ انا اور انتشار کا شکار ہوگا۔ ترقی اور فلاح وبہبود کے راستے مسدود ہو جائیں گے۔ کیونکہ لوگ عدم تحفظ کا شکار ہوں گے۔ جس کی وجہ سے لوگ آرام وسکون سے اپنے کام سرانجام نہیں دے سکیں گے۔ کوئی بھی ملک کفر کی بنیاد پر تو باقی رہ سکتا ہے لیکن ظلم کی بنیاد پر باقی نہیں رہ سکتا۔ اس وجہ سے شریعت اسلامیہ اس کو برا جانتی ہے۔[36]

اعتدال کی تاکید:

رسول خدا ﷺ کے ارشادات سے پتہ چلتا ہے کہ زندگی گزارتے ہوئے اعتدال اور میانہ روی سے کام لینا نہایت پسندیدہ اور مفید ہے۔ عبادت ہو یا زندگی کے معاملات جو شخص

---

[31] سعید اختر، غیر قانونی تہذیب، ڈوگر سنز لاہور، س2020ء، ص187

[32] تفہیم القرآن، ج5، ص316

[33] الحدید:19

[34] تفہیم القرآن، ج1، ص370

[35] غلام رسول، چوہدری، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، غلام رسول اینڈ سنز پبلیکیشنز لاہور، س2016ء، ص750

[36] عبدالخالق صدیقی، اسلام کا نظام اخلاق وادب، انصار پبلیکیشنز لاہور، س2016ء، ص227

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3
2024

میانہ روی سے چلے گا اس کا انجام کار زیادہ فائدہ مند رہے گا۔ شریعت میں اسراف کی ممانعت کی گئی ہے۔ مستقل مزاجی سے بغیر ناغہ کیے تمام معاملات زندگی کے لیے محنت و عمل کرتے رہنا اعتدال ہے۔[37]

امانت اور پاس عہد مومن کی صفت:

متفق علیہ روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"چار خصلتیں ہیں تو وہ خالص منافق ہے

- امانت میں خیانت کرے
- بولے تو جھوٹ بولے
- عہد کرے تو توڑ دے۔
- جھگڑا کرے تو اخلاق کی ساری حد پھلانگ دے۔"[38]

خیانت کی ممانعت:

امانت سے مراد ایسی ذمہ داری ہے جو کسی پر اعتماد کر کے اس کے سپرد کی جائے خواہ وہ عہد کی ذمہ داری ہو یا کسی اپنے منصب و شخص کی جس بھروسہ کیا گیا ہوں۔[39]

معاہدات کی پابندی کا حکم:

تین قسم کے معاہدات کو بیان کر کے انکی پابندی کا حکم دیا ہے۔

ایک وہ عہد جو انسان نے اپنے خدا ساتھ کیا ہے۔ یہ عہد اعلیٰ درجہ پر ہے۔

دوسرا عہد جو انسان، انسان سے کرتا ہے اور اس عہد پر قسم بھی کھائی ہو۔

تیسرا عہد غیر اللہ پر ہو۔ یہ اسکی اہمیت پر ہے[40]

اخلاق مذمومہ/اخلاق سئیہ

اخلاق سیئہ بُرے اخلاق کو کہتے ہیں بُرے اقوال وافعال کا بلا تکلف اور بغیر مشقت کے آسانی سے صادر ہونا اخلاق سیئہ کہلاتا ہے۔ جیسے جھوٹ، بدعہدی، خیانت بے صبری، زیادتی، سختی وغیرہ۔[41]

اخلاق سیئہ صادر ہونے کی وجوہات:

- انسان کے اندر خیر اور بھلائی کو ابھارا نا جائے۔
- انسان کی مناسب تہذیب نہ کی جائے۔
- انسان کی بری تربیت کی جائے۔[42]

---

[37] بنت اسلام، اسوہ حسنہ، بزم بتول لاہور، س 1983ء، ج2، ص 63

[38] المومنون حاشیہ 8، ج3، ص 267

[39] تفہیم القرآن، الانفال: 22، ج2، ص 139

[40] تفہیم القرآن، النحل 90، ج2، ص 567

[41] نگہت ہاشمی، جنت کا راستہ، النور انٹر نیشنل لاہور، س 2019ء، ص 358

[42] ایضاً

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3
2024

اخلاقی برائیوں سے متعلق جامع آیت:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا يَسْخَرْ قَومٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلاتَنَابَزُوا بِالأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ......ثم وَ لا تَجَسَّسُوا-[43]

مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے مذاق نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں، عورتوں سے۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں۔
اور اپنے بھائی (مومن) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا نام برا رکھو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام گناہ ہے۔ اور وہ ظالم ہیں جو توبہ نہ کریں۔

حسد:

کسی شخص کو اللہ نے جو نعمت عطا کی ہو اس پر کوئی دوسرا شخص یہ چاہے کہ وہ مجھے مل جائے یا اس سے چھن جائے۔اسلامی تعلیمات کے مطابق حسد ناپسندیدہ عمل ہے۔ قرآن و سنت میں حسد کی مذمت کی گئی ہے اور اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔

حاسد کے شر سے بچنے کیلئے اولین تدبیر یہ ہے کہ اللہ کی پناہ لی جائے۔اس کے ساتھ حاسد کے شر سے امان پانے کیلئے انسان اللہ پر بھروسا کرے اور کامل یقین رکھے۔

جب کسی شخص پر کوئی خدا کا فضل ہو اور دیکھنے والا یہ سوچے کہ کاش یہ شے اس سے چھین لی جائے اور مجھے مل جائے تو اسے حسد کہیں گے۔ حسد اسلام میں سخت ناپسندیدہ خصلت ہے دل میں حسد پیدا ہونے کی کئی وجوہات ہوتی ہیں۔

ان میں چند حسب ذیل ہیں:

1۔ بعض لوگ فطرتاً حاسد ہوئے ہیں وہ برداشت ہی نہیں کر سکتے کہ کسی کو کسی معاملے میں فضیلت حاصل ہو۔

2۔ کبھی کسی انسان سے دشمنی ہو جاتی ہے جب اس پر خدا کا کوئی فضل ہوتا ہے تو دل کی دشمنی کے باعث انسان حسد کرنے لگتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس سے یہ شے چھن جائے۔

3۔ کبھی انسان بعض السانوں کو اپنے سے کم تر سمجھتا ہے پھر ان کم تر انسانوں کو جب کسی معاملے میں کوئی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے تو اس کی انا کو سخت ٹھیس لگتی ہے کہ یہ کیا ہوا یہ گھٹیا لوگ ہم سے آگے بڑھ گئے لہذا انسان حسد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

4۔ کبھی کچھ انسانوں کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے پھر ایک یا بعض اس مقصد کو حاصل کر لیتے ہیں اور جو نہیں کر سکتے وہ حسد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

5۔ کبھی انسان کو کوئی امتیاز حاصل ہوتا ہے اور کوئی آکر اس میں شریک ہو جاتا ہے تو پہلا برداشت نہیں کر سکتا اور حسد کے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔[44]

حسد کی اقسام:

حسد کی تین اقسام ہیں۔

1۔ یہ کہ ایک شخص کی صرف یہ خواہش ہو کہ دوسرے سے ایک نعمت سلب کر لی جائے۔ گو وہ اس کو حاصل نہ ہو سکے یا وہ خود اس کو حاصل نہ کرنا چاہے۔ حسد کی مذموم ترین قسم یہی ہے اور اسی بناء پر منافقین کی خواہش یہ تھی کہ مسلمان بھی ان کی طرح کافر ہو جائیں۔

2۔ دوسری یہ کہ خواہش کرے کہ یہ نعمت اس کو حاصل ہو جائے اس صورت میں اس کا مقصود بالذات تو صرف اس نعمت کا حامل کرنا ہوتا ہے لیکن بعض اوقات جب تک وہ نعمت دوسرے سے چھن نہ جائے اس کو مل نہیں سکتی، اس لئے بالفرض اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ سلب ہو جائے۔

3۔ تیسری یہ کہ ایک شخص خود اس قسم کی نعت حاصل کرنا چاہے لیکن اس کی یہ خواہش نہ ہو کہ وہ دوسرے سے سلب کر لی جائے۔

خیانت وبددیانتی:

خیانت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان ان چیزوں پر قبضہ کرے جن پر قبضہ کرنے کا شرعاً اسے کوئی حق نہ ہو اور ان چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے جن سے فائدہ اٹھانے کی شرعاً

---

[43] الحجرات:12،11

[44] بنت الاسلام، اسوہ حسنہ، بزم بتول لاہور، س 1983ء، ج2، ص406-407

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3
2024

اجازت نہ ہو خیانت کی بے شمار شکلیں ہیں۔

1۔کوئی امانت رکھے تو اس امانت پر یا اس کے کچھ حصے پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے۔

2۔مال غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے خود ہی اس میں سے کچھ لے لیا جائے۔

3۔سرکاری مال میں سے خرد برد کرنے کی کوشش کی جائے۔

4۔اپنے عہدے سے ناجائزہ فائدہ اٹھاتے ہوئے مال و دولت وغیرہ حاصل کیا جائے۔

5۔دوسروں کے حقوق غصب کرنے کیلئے ریشہ دوانیاں کی جائیں۔

خیانت کی اور بھی کئی شکلیں ہیں اور ان سب میں یہ مشترک ہوتی ہے کہ انسان وہ کچھ حاصل کرتا ہے جسے حاصل کرنے کا اسے حق نہیں ہوتا اور اپنے فائدے کیلئے لوگوں کو ان کے جائز حقوق سے محروم کرتا ہے۔[45]

حکمرانوں کی خیانت:

جو شخص کسی علاقے میں حکمران تو بن بیٹھے۔ مگر بحیثیت حکمران جو ذمہ داریاں اس پر عائد ہوتی ہوں انہیں پورا نہ کرے۔ مثلاً

- رعیت کی حفاظت کا بندوبست نہ کرے نہ اندر کے مفسدوں سے اور باہر کے حملہ آوروں سے۔
- رعیت کے درمیان عدل وانصاف نہ کرے۔
- رعیت پر ظلم کرے۔
- اپنے عہدہ حکمرانی سے ناجائز ذاتی مفاد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
- اپنے زیر نگرانی علاقے میں ایسا نظام قائم کرے جو لوگوں میں گمراہی میں مددگار ہو۔
- ملکی خزانے کی حفاظت نہ کرے بلکہ اسے ذاتی دلچسپیوں میں یا اپنی ذاتی پوزیشن کو مضبوط کرنے کی خاطر اجاڑے۔
- اپنی کرسی کو مضبوط کرنے کیلئے رعایا کے درمیان باہمی اختلاف کو بڑھائے یا ذاتی مفاد کی خاطر ایسی ہی ریشہ دوانیاں کرے

فحش گوئی

فحش گوئی سے مراد وہ گفتگو ہے جو تہذیب و شائستگی سے گری ہوئی ہو۔[46]

زبان کی فحش گوئی

فحش گوئی سے مراد یہ بھی ہے کہ زبان سے کسی کو گالی دی جائے کیونکہ گالی دینے سے ایک مسلمان کی تحقیر کرنا مقصود و مراد ہوتی ہے۔ دین اسلام ایسا کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔

گالی گلوچ سے خود کو بچانا بہت ضروری ہے۔ اگر کوئی گالی دیتا بھی تو کوشش کرنی چاہیے کہ اس کا جواب میں گالی نہ دی جائے اور اپنی زبان کو محفوظ رکھنا چاہیے۔

فحش گوئی کی مختلف قسمیں

فحش گوئی کی متعدد اقسام ہیں جو طاغوتیت سے تعلق رکھتی ہیں اور اس کے مرتکب زیادہ تر بے باک اور منافق لوگ ہوتے ہیں۔

غیبت

---

[45] بنت الاسلام، اسوہ حسنہ، ج2، ص478-479

[46] غلام رسول چیمہ، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، ص767

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3
2024

کسی کے پس پشت اس کے بارے میں بری باتیں کرنا حرام ہے یہ باتیں اگر سچی ہوں تو اسے غیبت کہا جاتا ہے۔ جھوٹی ہوں تو بہتان کہلاتی ہیں۔اور اگر دو آدمیوں کو لڑانے کی غرض سے کی جائیں تو انہیں چغلی کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ دوسروں کے پس پشت ان کی برائی کرتے ہیں تو جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آپ غیبت سے بچیں تو وہ اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے یقین دلانے لگتے ہیں کہ وہ غیبت نہیں کر رہے بلکہ باتیں کر رہے ہیں جو بالکل سچی ہیں۔ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہے کہ ان باتوں کا سچا ہونا ہی تو انہیں غیبت بنا رہا ہے۔ اگر وہ جھوٹی ہوتی تو بہتان ہوتیں۔[47]

جھوٹ

جھوٹ ایک ایسا بیان ہے جو حقیقت کے خلاف ہو اور فریب دینے کی نیت سے کہا جائے۔ جھوٹ بولنے والے کا مقصد گمراہ کرنا یا دھوکہ دینا ہوتا ہے ۔[48]

انسان گفتگو بلا تحقیق کے اپنی زبان سے نہ ادا کرے اور اگر وہ کرتا ہے تو پھر اس کی جواب دہی کے لیے تیار رہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

"وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِکَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا۔" [49]

ترجمہ: "اور جس بات کی تحقیق نہ ہو اس پر عمل درآمد مت کیا کر، کان اور آنکھ اور دل ہر شخص سے اس سب کی پوچھ ہو گی۔"

بہتان:

معاشرے کو تباہ کرنے والے امور خبیثہ میں سے ایک امر یہ بھی ہے کہ پاک باز مرد اور عورتوں پر بہتان اور الزام تراشی کی جائے ایسا کرنے سے معاشرے میں لڑائی جھگڑا عام ہوتا ہے کہ جس سے معاشرے کا امن وسکون برباد ہو جاتا ہے جبکہ دین اسلام امن وسلامتی والا دین ہے جو کہ معاشرہ کی فلاح و بہبود چاہتا ہے اور کسی ایسے کام کی اجازت نہیں دیتا کہ جو معاشرے کی تباہی و بربادی کا سبب بنے اسی وجہ سے دین اسلام نے الزام تراشی اور تہمت لگائے سے منع فرمایا ہے۔

پاک دامن عورتوں پر بہتان:

جو لوگ مومن عورتوں اور مردوں کو تکلیف دیتے ہیں بغیر کسی جرم کے جوان سے سرزد ہوا وہ بڑے ہی بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔

وہ لوگ جو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں۔الزام تراشی کی سزا دنیا میں لعنت ہے اور کہ آخرت میں بدترین عذاب الٰہی ہے۔ لہذا ضروری ہے الزام تراشی سے بچا جائے۔[50]

اسلام عالمگیر و جامع مذہب ہے اس میں ہر رنگ و نسل علاقہ زبان اور جنس سے تعلق رکھنے والے انسانوں کے لیے زندگی کے ہر پہلو سے متعلق سماجی سیاسی معاشرتی اور اقتصادی رہنمائی موجود ہے لہذا اسلام کے عالمگیرانہ مزاج کے پیش نظر امت مسلمہ کے تمام افراد کی ذمہ داری بنتی ہے کہ ابدی اور دائمی مذہب کو پھیلانے اور پوری انسانیت کی بھلائی اور فلاح میں بھرپور کردار ادا کریں اگر ہم سابقہ شریعتوں اور قرآن میں تباہ شدہ اقوام سابقہ کے قصے پڑھیں تو یہ بات واضح ہے کہ جب بھی کوئی قوم اخلاقی پسماندگی خرابیوں اور برائیوں کا اس حد تک شکار ہو جاتی ہے کہ جسم واحد سے لے کر اجتمائی سطح پر بگاڑ پیدا ہونے لگتا ہے تو رفتہ رفتہ وہ اقوام زوال کا شکار ہو جاتی ہیں اور پھر عذاب الٰہی سے نیست و نابود ہو جاتی ہیں۔

جب بھی کوئی معاشرہ اس حالت کو پہنچ جاتا ہے تو دیگر اقوام کے سامنے وہ اپنا مقام و مرتبہ کھو دیتا ہے انسانیت جب زندگی گزارنے کہ سنہری اصولوں سے دور ہوتی چلی جاتی ہے تو آہستہ آہستہ وہ حیوان کی سرشت اختیار کر لیتی ہے آخرکار تنزلی کا شکار ہوتے ہوئے صفحہ ہستیسے مٹ جاتی ہے۔

---

[47] اسوہ حسنہ، بنت الاسلام، ج6، ص422-423

[48] حدیقہ ندیہ، 4/ 10

[49] سورۃ الاسراء: 36

[50] دین اسلام کا نظام اخلاق وآداب، ص258

حرف وسخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3
2024

مذہب کی بنیادی تعلیمات کے ذریعے ہی ان خرابیوں کو دور کیا جاسکتا ہے جس طرح ابتدا میں مذہبی تعلیمات کی بدولت معاشرہ مساوات کی بنیادوں پر قائم تھا۔ عصری تقاضوں اور مطلوبہ ضروریات کے مطابق سابقہ اقوام اور شریعتوں سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اسلام کے بتائے ہوئے سنہری اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ہی عصر حاضر اور آنے والی نسلوں کے لیے اصلاح اخلاق تزکیہ نفس اور تعمیر انسانیت ممکن ہے اسی طرح دنیا اور آخرت میں فلاح ممکن ہے۔

مصادر و مراجع

- القرآن المجید
- ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن محمد (م 281ھ)، التوافع (س-ن)
- ابن قدامہ المقدسی، مختصر منہاج القاصدین، ادارہ معارف اصلاحی لاہور، س-ن
- ابن قیم، حافظ، شمس الدین (م 751ھ) مدارج السالکین، مکتبہ المعروفین کوئٹہ، س-ن
- بنت اسلام، اسوہ حسنہ، بزم بتول لاہور، س 1983ء، ج 2، ص 63
- تفہیم القرآن
- الجرجانی، الشریف، محمد بن سید، التعریفات، (قاہرہ: شارع الجدید، س-ن)
- حدیقہ ندیہ، 4/ 10
- داؤد، سیلمان بن کاشف، سنن ابی داؤد کتاب السنن
- دین اسلام کا نظام اخلاق و آداب،
- راغب اصفہانی، مفردات القرآن، لاہور، المکتبہ قاسمیہ 1963ء
- سعید اختر، غیر قانونی تہذیب، ڈوگر سنز لاہور، س 2020ء
- سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، ج: ۴، ص: ۶۷۰، طبع: داراحیاء التراث العربی، بیروت
- عبدالقادر آفاقی و اسلامی اخلاق و تصوف خدابخش اور پٹیل لائبریری 2017ء
- عبداللہ بن سید احمد خان میں کامی، کتاب الاخلاق (مکہ: دائرہ المعارف 26588،
- عبدالباقر آفاقی، اسلامی اخلاق و تصوف، خدابخش اور پٹیل لائبریری 2017ء
- عبدالحکیم صدیقی، ایمان اور اخلاق (لاہور: البدر پبلی کیشنز)
- عبدالخالق صدیقی، اسلام کا نظام اخلاق و ادب، انصار پبلیکیشنز لاہور، س 2016ء
- غلام رسول چیمہ، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ
- غلام رسول، چوہدری، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، غلام رسول اینڈ سنز پبلیکیشنز لاہور، س 2016ء
- فرہنگ آصفیہ، لاہور، مرکزی اُردو بورڈ 1977ء
- فرہنگ عمید، کتاب خانہ ابن سینا، طہران: 1337ء
- قاسم محمود سید، اسلامی انسائیکلوپیڈیا، کراچی: شاہکار ماؤنڈ لینن 1948ء
- لوئیس معلوف المنجد، المکتبہ الشرفیہ، لبنان، 1994ء
- نگہت ہاشمی، جنت کاراستہ، النور انٹرنیشنل لاہور، س 2019ء